

سلسلہ صریح اعلانات نمبر ۳۶

# لذتِ ذکر اور لطفِ تک گناہ

عارف المُحَسِّنین مولانا شاہ

بِحُمْدِ رَبِّ الْخَلْقِ حَمَدَةً بِرَبِّهِمْ



کتبِ خاقانہ و مظہری

مشن اقبال پوری

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۳۶

# لذت ذکر اور لطفت کے نہاد

عارف بالله صرف میں لاذ شاہ  
محمد انحضر صاحبزادہ برگام



کتب خانہ مظہری  
گلشن اقبال لاری

## انساب

احضر کی جملہ نسبات و تالیفات میر شدنا و مولانا  
میں انت حضرت اقدس شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم  
اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ  
اور حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کی صحبوں کے نوپس و برکات کا مجموعہ ہیں۔

احضر محمد اختر عطا اللہ تعالیٰ عن

## ﴿ ضروری تفصیل ﴾

**لذت ذکر اور لطفِ ترک گناہ**

نام و عظ:

عارف بالله حضرت القدس مرشدنا و مولانا شاہ محمد اختر صاحب

واعظ:

دام ظلالهم علینا الی ماہ وعشرين سنه مع الصحة  
والعافية وخدمات الدينية وشرف حسن القبولية

تاریخ: ۲۵ ربیع الاولی ۱۴۲۰ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۹۹ء بروزہ

وقت: بعد غماز مغرب

مقام: مسجد اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

موضوع: ذکر اللہ کا مزہ اور اللہ کی نافرمانی چھوڑنے کا مزہ

دونوں جہان کی لذتوں سے بڑھ کر ہے

مرتب: یکے از خدام حضرت والامد ظالم العالی

کپوزنگ: سید عظیم الحق اے بے ۱۳۲۱ھ مسلم یگ سوسائٹی ناظم آباد نمبر ۱ (۲۹۸۹۳۰۰)

اشاعت اول: محرم الحرام ۱۴۲۳ھ مطابق اپریل ۲۰۰۲ء

تعداد: ۳۰۰۰

ناشر: گتب خانہ مظہری

گلشنِ اقبال ۲ کراچی پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲ کراچی

## فهرست

صفحہ	عنوان
۳	ضروری تفصیل.....
۶	امام عادل کی انوکھی تحریخ.....
۷	ذکر اللہ کی غیر قافی، غیر محدود اور بے شش لذت.....
۸	حسن قافی سے اہل اللہ کے استغنا کا سبب مع تمثیل.....
۹	اللہ کی لذت دیدار کے سامنے جنت کا عدم ہو گی.....
۹	اللہ کے نام کا مزہ بھی جنت سے بڑھ کر ہے.....
۱۱	حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری کے حالات رفیعہ اور شان عاشقانہ
۱۷	ترک گناہ کے مجاہدہ کا انعام.....
۱۸	اللہ کا پیارا بننے کا راستہ.....
۲۱	لذتِ ترک گناہ.....
۲۶	حسن مجاز کی فائیت اور داستان عبرت.....
۳۳	خون دل کا بے شش خون بہا.....

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## لذتِ ذکر اور لطفِ ترک گناہ

نحمدہ و نصلی علی رسوہ الکریم اما بعد

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ وَقَالَ تَعَالٰى

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهَدِيْنَاهُمْ شُبُّلَنَا.....

آج کل جو ضمون چل رہا ہے کہ سات قسم کے لوگ ہوں گے جن کو قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا اور جس کو عرش کا سایہ نصیب ہوگا وہ بے حساب بخشندا جائے گا کیونکہ جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہیں ہوگا اور جب اللہ تعالیٰ سائے میں بلارہے ہیں تو یہ دلیل ہے کہ بے حساب بخشندا چاہتے ہیں۔ کوئی کریم کسی کو اپنے گھر میں پناہ دے اور پناہ دے کر پھر اس کو مصیبت میں جتنا کر دے یہ دنیا کے کریموں سے بھی بعید ہے تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے کیسے ممکن ہے کہ جس کو عرش کا سایہ عطا فرمائیں اور پھر اس کو عذاب میں جتنا فرمادیں۔ جن کی بخشش مقدار ہوگی اُن ہی کو عرش کا سایہ ملے گا اور وہ سات قسم کے لوگ ہیں جن میں سے تین نمبر بیان کرچکا ہوں۔

## امام عادل کی ایک انوکھی تشریح

امام عادل یعنی جو مملکت کا خلیفہ یا بادشاہ ہو اور اپنی رعایا میں عدل و انصاف کرتا ہو۔ اس سلسلے میں میں نے عرض کیا تھا کہ بعض لوگ کہیں گے کہ بادشاہت تو خواب میں بھی نظر نہیں آ رہی ہے ہم کیسے امام عادل بن کر عرشِ الہی کا سایہ لے سکتے ہیں؟ اس پر میں نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم اپنے جسم کی پانچ چھٹ کی مملکت پر عدل قائم کر دیں تو ہمارا شمار بھی امام عادل میں ہو جائے گا یعنی آنکھوں سے بدنظری نہ کریں تو آنکھ کے صوبے پر عدل قائم ہو گیا، کانوں کی گانا سننے کی ڈیماڈ کو پورا نہ کریں تو گویا اکان کے صوبے پر عدل قائم ہو گیا، دل میں گندے خیالات قصد ا لا کر حرام مزہ نہ لیں تو دل کے اندر کی وفاق اور سینٹرل گورنمنٹ پر بھی عدل قائم ہو گیا۔ اسی طرح سے سر سے پورتک ہر عضو کو اللہ پاک کی نافرمانی سے جو بچا لے تو ہر مومن امام عادل ہو گیا کیونکہ اس کا قلب سینٹرل گورنمنٹ یعنی وفاق، مرکز اور دارالسلطنت ہے۔ اس کے دل نے کسی اللہ والے کی صحبت سے زبردست طاقت و فاقی حاصل کر لی جس سے اس کا دل تکڑا ہو گیا پھر وہ اپنے جسم کے ہر صوبے میں عدل اور اللہ کی مرضی کے مطابق ایک عادل حکومت قائم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حرام لذت کو اشتبھے کی غیر شریفانہ حرکت سے اس کو اللہ تعالیٰ حیاء اور غیرت اور طہارت قلبی

عطा فرماتے ہیں اور حفاظتِ قلبی بھی نصیب فرماتے ہیں یعنی اسے حیا آتی ہے کہ میں اللہ کا رزق کھاتا ہوں، ان کا رزق کھا کر آنکھ کی روشنی کو کیسے غلط استعمال کروں، کسی کی بہو بیٹی، بہن اور خالہ کو یا کسی لڑکے کو جس کی ابھی داڑھی موچھ نہ آتی ہو یا ہلکی آتی ہو، کیسے دیکھوں۔ سارے اعضا کو نافرمانی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ اس کو حیا عطا فرماتے ہیں اور بے حیائی اور غیر شریفانہ زندگی سے اس کو نجات عطا فرماتے ہیں۔

### ذکرِ اللہ کی غیر فانی، غیر محدود اور بے مثل لذت

جسم کے تمام اعضا کو فرماں بردار بنا کر، نافرمانی کی حرام لذتوں سے بچا کر وہ اپنے قلب میں مولیٰ کو پا کر اس قدر لطف پاتا ہے کہ لذتِ دو جہاں کو بھول جاتا ہے۔

لذتِ دو جہاں ملی مجھ کو تمہارے ذکر سے  
مجھ کو تمہارے ذکر سے لذتِ دو جہاں ملی

بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ دونوں جہاں کی لذت سے زیادہ مزہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو عطا فرماتے ہیں۔ اللہ کے نام کی لذت پر اختر کا شعر ہے جو بار بار آپ سنتے ہیں۔

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے

مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پانے

اللہ کے نام کی لذت بے مثل ہے، غیر فانی ہے، غیر محدود ہے۔

## حسن فانی سے اہل اللہ کے استغنا کا سبب مع تمثیل

جب اللہ کے نام کی لذت قلب کو ملے گی تو فانی اور محدود  
لذتیں نگاہوں سے گر جائیں گی۔ آپ دنیا میں دیکھے لیجئے کہ سورج  
کے ساتھ رہنے والا پھر ستاروں سے دھوکہ نہیں کھاتا اسی لئے جو  
سیارہ سورج سے قریب ہے اس کا نام عطا برد ہے۔ سامنہ دان کہتے  
ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عطا برد سیارے کو ایک چاند بھی نہیں دیا کیونکہ  
سورج کے بے پناہ نور سے وہ ہر وقت روشن رہتا ہے اس لیے چاند  
کا وہاں گذر نہیں ہے۔ اگر چاند وہاں جائے بھی تو اس کی روشنی کا  
ظہور نہیں ہوگا، نظر ہی نہیں آئے گا۔ تو جن کے قلب خالق آفتاب  
سے وابستہ ہیں، جو سورج کے پیدا کرنے والے کے ہم نشین ہیں  
ان کے قلب میں اتنا نور، اتنی روشنی رہتی ہے کہ سارے عالم کی  
روشنیاں اور سارے عالم کا نور اللہ کے نور ازلی کے سامنے ان کو ایچ  
نظر آتا ہے اور بزبان حال وہ یہ شعر پڑھتے ہیں۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی  
پنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی  
بس ایک بچلی سی پہلے کونڈی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے  
مگر جو پھلوکو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے  
ترنے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی  
زبان بے نگہ رکھ دی نگاہ بے زبان رکھ دی

## اللہ کی لذتِ دیدار کے سامنے جنت کا عدم ہو گی

اسی لئے میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب پچھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل فرمایا کرتے تھے کہ جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو کسی جنتی کو جنت کی کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی، بلکہ باندھ کر سب اپنے مولیٰ کو دیکھتے ہوں گے۔ یہی دلیل ہے کہ اللہ جیسا مزہ اور اللہ کے نام جیسا مزہ نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔ اگر اللہ کی لذتِ دیدار سے جنت کا مزہ زیادہ ہوتا تو پھر وہ اللہ کے سامنے جنت کو یاد کرتے لیکن اللہ کو دیکھ کر جنتی جنت کو بالکل بھول جائیں گے۔

## اللہ کے نام کا مزہ بھی جنت سے بڑھ کر ہے ۱۱

اسی طرح جن کو دنیا میں اللہ کے نام کا مزہ مل گیا دونوں جہاں کی لذتوں سے وہ مستغفی ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ مولیٰ کا مزہ بے مش ہے، غیر فانی ہے اور ازلی و ابدی ہے اور جنت کا مزہ ابدی ہے ازلی نہیں ہے اور دنیا کا مزہ نہ ازلی ہے نہ ابدی۔ اس لیے اہل اللہ دنیا کے مزے تو کیا جنت کی نعمتوں کے مزدوں سے زیادہ مزہ دل میں پاتے ہیں۔ جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے اطمینان ملتا ہے وہ غیر اللہ سے اطمینان اور جہن لینے کا وسوسہ بھی نہیں لاتا۔ جن لوگوں نے اپنے دل میں جہن اللہ کے علاوہ کسی سے حاصل کیا ہے یا حاصل کر رہے ہیں یا حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ وہی محروم

جانیں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کا ذاتِ الہمہ نہیں چکھا۔  
اللہ اللہ ہے، مولیٰ مولیٰ ہے، مالک مالک ہے، بہت ہی عجیب  
شان ہے اُن کی۔ وہ بوریے اور چٹائی پر تخت و سلطنت کا مزہ دیتے  
ہیں، وہ چٹپتی روٹی میں بریانی اور پلاو اور کباب کا مزہ دیتے ہیں،  
وہ دریا کے کنارے جنگلوں میں جہاں بھی کوئی ولی اللہ مُصْلیٰ بچھا کر  
دو رکعت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اپنے بوریا نشینوں کو بوریے میں  
سلطنت کا نفع دیتے ہیں اور اپنے نام میں نعمتِ لیلائے کائنات کو یقین  
کر دیتے ہیں۔ کیا بیچتا ہے نعمتِ سلطنت اور کیا پتچتی ہے لیلائے کائنات،  
اور کیا حقیقت رکھتا ہے لیلاؤں کا نمک اور حُسن۔ عین اُس وقت جب  
کوئی لیلائے کائنات میں سے کسی لیلیٰ کو اپنی آغوشِ محبت میں لے اکر  
اپنی وفاداری، فدا کاری اور جاں ثاری پیش کر رہا ہو اُسی وقت اگر  
اُس لیلیٰ کو زیادہ مقدار میں موشن (Motion) ہو جائے تو میں قرآن شریف  
اُس خالم کے سر پر رکھ کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ اُس وقت کیا کیفیت ہوگی؟  
محشوق کو بھگاؤ گے یا نہیں؟ یا خود بھاگو گے یا نہیں؟ اُس وقت بھاگو گے  
اور بھگاؤ گے، جاگو گے اور جگاؤ گے۔ لیکن جو اللہ والے ہیں وہ اس  
گراوڈ فلور کے خبیث مقام سے مسرور ہوئے بغیر اللہ کے نام کی لذت  
میں مست ہیں اور ان کے قلب میں اتنا چین ہے کہ اگر کوئی سارے عالم  
کا بے چین جس کو دنیا میں کہیں چین نہ ملا ہو وہاں پہنچ جائے اور ان کے  
پاس بیٹھ کر دیکھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے قلب میں چین پا جائے گا۔

جب اللہ والوں کی محبت میں چین ملتا ہے تو اللہ کے ذکر میں  
کتنا چین ملے گا؟

﴿الاَيُّذُكْرُ اللَّهُ تَعْمَلُنَّ الْقُلُوبُ﴾

جن کے اسی میں چین و اطمینان کا اثر ہے تو ان کا نفع کیا ہوگا،  
جب اللہ دل میں مل جائے گا یعنی جب اپنی تجلیاتِ خاصہ سے متعلق ہوگا  
تب کتنا چین حاصل ہوگا۔

## حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری کے حالاتِ رفیعہ اور شانِ عاشقانہ

میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے  
بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ آج میں اپنے شیخ کی بات سناؤں گا۔  
میرے مرشد نے مجھ سے عیدگاہ میں فرمایا جب ہم لوگ سرانے میز  
(اعظم گذھ) میں پڑھتے تھے تو عیدگاہ میں نماز ہوتی تھی کیونکہ مدرسہ  
غريب تھا، مسجد نہیں بنا سکتا تھا۔ عیدگاہ میں جگہ جگہ درخت تھے۔  
درخت کے پتوں سے چھن چھن کر چاند کی چاندنی زمین پر آرہی تھی جو  
اور میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پڑھی تھی جو  
مغرب کے بعد اوایلین پڑھ رہے تھے۔ وہ عجیب و غریب عاشقِ حق  
تھے۔ گرمی کا مہینہ تھا، ممل کا کرتہ پہنے ہوئے درختوں کے نیچے نماز  
میں مشغول پتوں سے چھن کر آنے والی چاندنی میں جگما رہے تھے،

چمک رہے تھے چکا رہے تھے۔ چھ رکعات اوایمن سے فارغ ہو کر میری طرف رخ فرمایا اور فرمایا کہ حکیم اختر میں نہیں عیدگاہ کی اسی محراب میں پیدا ہوا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ فرمایا کہ حکیم الامت مجدد الملک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب اعظم گذھ سرانے میر میں تشریف لائے تھے تو یہاں اسی عیدگاہ کی محراب میں میں حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا لہذا یہی میری جائے پیدائش ہے۔ جب کسی اللہ والے کے ہاتھ پر کوئی بیعت ہوتا ہے تو اس کی نئی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے، روحانی اور اللہ والی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور فرمایا کہ بیعت کے وقت حکیم الامت نے مجھ سے ایک بڑا امتحان بھی لیا، بڑا چیخیدہ اور مشکل امتحان تھا کہ جب بیعت فرمایا تو فرمایا کہ کہو میں بیعت ہوتا ہوں اشرف علی کے ہاتھ پر۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور رسولی سے بچالیا۔ میں نے فوراً عرض کیا کہ میں بیعت ہوتا ہوں حکیم الامت مجدد الملک حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کے ہاتھ پر۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت گھبرا کر کہہ دیتا کہ میں بیعت ہوتا ہوں اشرف علی کے ہاتھ پر تو میرا مرشد سوچتا کہ نہایت ہی پیٹ بھر کے گنوار سے پالا چڑا ہے کہ جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی مرید بھی کہہ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس امتحان میں پاس ہو گیا۔

پھر رات کو حضرت نے ڈاک کے خطوط جواب کے لئے میرے  
حوالے کئے کہ کل دس بجے یاد دلا دینا۔ میں رات بھر بے چین تھا اور  
دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ وقت پر یاد آجائے۔ ٹھیک دن کے دس بجے  
حضرت والا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خطوط دے دئے  
اور شکر ادا کیا کہ اللہ نے میری لاج رکھ لی کیونکہ حضرت تو اس دنیا  
کے آدمی ہی نہیں تھے، ہر وقت اللہ کی یاد میں مست رہتے تھے اس  
لئے حضرت کو دنیا کے کام کہاں یاد رہتے تھے لیکن شیخ کی عظمت کی  
وجہ سے یاد رکھنے کا اتنا اہتمام فرمایا۔ ایک بار فرمایا کہ حکیم اخڑا اللہ کا  
راستہ یوں تو مشکل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے  
تو اللہ کا راستہ صرف آسان ہی نہیں ہوتا بلکہ مزیدار بھی ہو جاتا ہے  
مجھے ہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے

ترہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

ایک بار فرمایا کہ جب میں تھا نہ بھون حاضر ہوا تو حکیم الامت  
ثانویٰ اپنی جگہ سے اٹھے اور چند قدم بڑھ کر مجھے پٹا لیا اور فرمایا  
اے آمدنت باعثِ صد شادی ما

اے عبدالغنی تمہارے آنے سے مجھے سینکڑوں خوشی ہوئی اور  
فرمایا کہ میں پھولپور سے حضرت کے لیے اصلی گھی لے گیا تھا۔  
بھیں اپنی پالی ہوئی تھی جس کو میں چنا کھلی اور بنولہ وغیرہ کھلاتا تھا۔  
اس کے گھی میں خوبی آتی تھی۔ جب میں نے وہ گھی پیش کیا تو

حکیم الامت مجدد الحملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو شونگا اور فرمایا کہ خلیفہ اعجاز اس کھنگی کو رکھ لو میں اس کو گرم گرم کچھڑی میں کھاؤں گا اور کسی کو نہیں دوں گا۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ حضرت کو میرا دل خوش کرنا تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والے اپنے دوستوں کا دل بھی خوش کر دیتے ہیں ورنہ یہی بات دل میں رکھتے اور زبان سے نہ فرماتے لیکن یہ سننا کر مولانا عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خوش کر دیا۔

شah عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت عاشقانہ تھی۔ ایسی عاشقانہ عبادت کرتے ہوئے روئے زمین پر میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بھوکا پلاو تو رمہ کھارہا ہلو، تلاوت کرتے کرتے فرط لذت سے اچھل اچھل جاتے تھے اور درمیان تلاوت کبھی اتنی زور سے اللہ اللہ کہتے تھے کہ مسجد مل جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انجمن میں جب اشیم زیادہ ہو جاتی ہے تو ڈرائیور انجمن کا ڈھکن کھول دیتا ہے ورنہ انجمن پھٹ جائے۔ لگتا تھا کہ اگر حضرت اس وقت اللہ اللہ کا نعرہ نہ لگائیں تو جسم لکڑے لکڑے ہو جائے گا۔

کیا کہوں آہ وہ مرشد تھا مرا کیا اختر  
چشم تر نعراہ خو چاک گریاں پایا

جب تک حضرت اپنے معمولات پورے نہ کر لیتے چین نہ آتا

یہاں تک کہ ایک بار حضرت کو ۱۰۲ بخار ہو گیا لیکن حضرت نے اپنا وظیفہ نہیں چھوڑا۔ محراب میں گذابچایا تکیر لگایا اور سارا وظیفہ پورا کیا۔ دس برس تک چھولپور سے سرانے میر جاتے ہوئے میں نے حضرت کو کبھی نہیں دیکھا کہ دائیں باسیں کبھی دکانوں کو دیکھا ہو کہ مشھائی کی دکان ہے یا کپڑے کی ہے۔ بس تلاوت کرتے ہوئے سامنے نظر کے ہوئے چلے جاتے تھے اور جہاں کہیں کسانوں کی گائے بھینس کا گوبر پڑا رہتا تو حضرت دہاں ناک پر انگلی رکھ کر تلاوت کو روک دیتے تھے اور فرمایا کہ جہاں بدبو ہو دہاں اللہ کا نام لینے میں خوف کفر ہے، یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، پھر جب تاگہ آگے بڑھ جاتا تھا تو پھر تلاوت شروع کر دیتے تھے۔ پانچ میل روزانہ جانا اور پانچ میل روزانہ آنا۔ اختر بھی شیخ کے ساتھ پاؤضو بیٹھا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اختر کو یہ نصیب بلکہ خوش نصیبی عطا فرمائی تھی۔ ایک دن اچانک تلاوت کو روک کر فرمایا کہ حکیم اختر! جب دعا میں آنسو نکل آئیں تو سمجھ لو دعا قبول ہو گئی، آنسو قبولیت کی رسید ہیں۔

میرے حضرت، میرے مرشد نے شیخ تھانویؒ کو خط لکھا کہ حضرت میں اللہ اللہ کرتا ہوں اور جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس پر عمل کرتا ہوں، آپ کی صحبت کی برکت سے میرا ایمان اور یقین اس مقام پر پہنچا ہوا ہے کہ جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو

مجھے لگتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں، یہ دنیا مجھے  
برائے نام دنیا ہے

یہاں تو ایک پیغام جنوں پہنچا ہے مستون کو  
انہیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں  
ہم نے لیا ہے داعی دل کھو کے بھار زندگی  
اک ٹھلیٰ تر کے واسطے ہم نے چمن لٹا دیا  
صحنِ چمن کو اپنی بھاروں پر ناز تھا  
وہ آگئے تو ساری بھاروں پر چھا گئے

یہ ہے شیروں کا کام، یہ اللہ کے مردوں کا کام ہے کہ  
اللہ کے لئے ساری لذتوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔ میرے مرشد  
شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ خط لکھا، یہ مجھے کس نے  
 بتایا؟ میں ایک کام سے سلطان پور گیا۔ حاجی عبدالواحد صاحب،  
ایک بڑے میاں تھے جو حکیم الامت سے بیعت تھے۔ انہوں نے  
کہا کہ میں تمہارے پیر کی ایک بات تمہیں سناتا ہوں جو تم مجھے ہی  
سے سنو گے کیونکہ وہاں کوئی اور نہیں تھا۔ حضرت حکیم الامت نے  
فرمایا کہ ایک خط آیا ہے اعظم گذھ سے جس میں لکھا ہے کہ میں  
جب دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو لگتا ہے کہ میں آخرت کی زمین  
پر چل رہا ہوں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ یہ شخص اپنے زمانہ  
کا صدیق ہے، اپنے زمانے کے اولیائے صدیقین میں سے ہے۔

حاجی عبدالواحد نے بتایا کہ یہ تمہارے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کا خط تھا۔ آہ! دنیا ہی میں اللہ والوں کے کیسے کیسے حالات ہوتے ہیں۔

### ترکِ گناہ کے مجاہدہ کا انعام

اللہ کے راستہ میں گناہوں سے بچنے کا غم اٹھانے اور مجاہدوں کے رگڑے کھانے سے یہ مقامات نصیب ہوتے ہیں۔ میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تلیٰ ذھلی ہوئی ہے، رگڑی رگڑائی ہے اور اتنی رگڑی گئی ہے کہ چھکلوں کے غلاف میں اس کا تیل نظر آرہا ہے کہ اگر سوئی چھبودو تو تیل باہر آجائے۔ اب اس کو گلاب کے پھول میں بسایا جا رہا ہے جس سے وہ تلیٰ گلاب کی خوبیوں کو اپنے اندر جذب کر رہی ہے کیونکہ رگڑی رگڑائی ہے، مجاہدے سے گذری گذرائی ہے۔ اب سارے گلاب کا اثر اس میں آئے گا۔ جب اس کو کوہو میں پلیں گے یا مشین میں پیس گے تو روغنِ گل نکلے گا کیونکہ تلیٰ کے تیل پر گلاب کے پھول کا اثر غالب ہو گیا۔ اسی طرح اگر اس تل کو چنیلی میں بسایا جائے تو روغنِ چنیلی بنے گا۔ تل سے روغنِ گل بنایا جا رہا ہے روغنِ چنیلی بنایا جا رہا ہے، حالانکہ نہ یہ گلاب ہے نہ چنیلی ہے مگر رگڑ رگڑ کر مجاہدے سے اس کو حساس بنادیا گیا اور گلاب اور چنیلی کی خوبیوں کے جذب کی صلاحیت اس میں پیدا ہو گئی، جذبِ فیضِ مرشد کی خاصیت اس میں آگئی۔

ای طرح جو لوگ گناہوں سے بچنے کا غم اٹھاتے ہیں، دل پر غم جھیلتے ہیں اور اللہ کو ناراض کر کے حرام مزہ نہیں لیتے اس غم کی وجہ سے ان کا قلب حساس، لطیف اور جذب فیضِ مرشد کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک شیخ کے دس مرید ہیں مگر دس کا تقویٰ اور دس کا تعلق مع اللہ الگ الگ ہوتا ہے۔ جس نے جتنا زیادہ اپنے نفس کو رگڑا ہے اتنا ہی زیادہ اس کے اندر شیخ کا فیض جذب ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شیخ اور مرشد کے تو سو مرید ہیں مگر سب کا حال الگ الگ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سب کو یکساں فیض نہیں ملتا، ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق ملتا ہے۔ بارش ہوتی ہے تو پہاڑوں پر اس کا اثر اور ہے، پھر یہی زمین پر اور ہے اور ملائم زمین پر اور ہے۔

### اللہ کا پیارا بننے کا راستہ

آج دو بات عرض کرتا ہوں کہ جن کی قسم میں اللہ نے کسی صاحب نسبت شیخ کو مقدر کر دیا اور شیخ سے تعلق جوڑ دیا اور شیخ کا بتایا ہوا ذکر بھی کر رہے ہیں، وہ ذرا سا حوصلہ مرداہ اور ہمتِ شیرانہ کر لیں اور دانت پیس کر ارادہ کر لیں کہ اللہ کو ناراض کر کے حرام مزہ قلب میں نہیں آنے دیں گے اور دل پر اللہ کے راستے کا مزے دار غم جیل لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں کیا ایسے غم اٹھانے والوں کو وہ پیار نہ کریں گے؟ اگر آپ کے سینہ میں انسانی دل ہے تو خود سوچئے کہ

آپ سے ملنے کے لئے ایک آدمی آیا لیکن آپ کے حاسدین نے راستہ  
میں اُس کے کپڑے چھاڑ دیئے اور اُس کو اتنا مارا کہ جگہ جگہ سے خون  
بہہ رہا ہے مگر وہ بڑا ہمت والا ہے، آپ کا عاشق ہے اور کہہ رہا ہے۔  
بلاء سے جان جائے گی تماشا گھس کے دیکھیں گے

جب وہ آپ سے ملنے گا تو آپ اُسے سینے سے لگائیں گے یا نہیں؟  
وہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے راستے میں بڑی مشکلات تھیں، آپ کے  
دشمنوں نے مجھے بہت مارا جس سے میرے کپڑے بھی پھٹ گئے اور  
میں خون میں لٹ پت ہو کے آیا ہوں مگر آپ کو نہیں چھوڑا تو اگر  
کوئی سینے میں دل رکھتا ہے تو ایسے دوست کو جو اتنی مصیبت اخفا  
کے اس سے ملنے گا تو کیا اس کے دل میں کچھ رحم آئے گا یا نہیں؟  
جب مخلوق کو رحم آئے گا تو اللہ تعالیٰ توارحم الرحمین ہیں، وہ دیکھتے  
ہیں کہ میرا بندہ ہر وقت اپنی نظر بچا کر خون آرزو کرتا ہے، جہاں  
دیکھتا ہے کہ میرا مولیٰ ناراض ہو گا وہیں خون آرزو کرتا ہے اُس  
کے قلب میں خون کا دریا بہہ رہا ہے پھر سارا عالم اُس کو چھپا سکے  
ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو نہیں چھپنے دے گا کہ جس بندے نے  
میری راہ میں اتنا غم اخھایا ہے اُس کو اللہ چکا کے سارے عالم میں  
اُس کی خوبیوں اڑا دے گا۔ اب اس پر میرا شعر سن لو  
ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا  
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

اگر کوئی ایک نظر بچا کر قطرہ خون دل، قطرہ خون آرزو کرتا تو  
ممکن ہے کہ ایک قطرہ خون کو کوئی چھپا دیتا لیکن جو رات دن  
غم اٹھا رہا ہے، اللہ کے راستے میں مولیٰ کو راضی رکھ رہا ہے اور  
ہمت مردانہ اور ہمت شیرانہ استعمال کر رہا ہے اور اُس کا قلب  
خون کا دریا اپنے اندر رکھتا ہے، دنیا دیکھنے نہ دیکھے مگر اللہ ہر  
وقت دیکھ رہا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری راہ میں غم اٹھا کر  
خون آرزو کر کر کے دریائے خون سے گذر رہا ہے تو کیا وہ  
اللہ ارحم الرحیم اُس کے خون آرزو کو رایگاں کر دے گا؟ جب آپ  
ملوق ہو کر اپنے دوستوں کے خون کو رایگاں نہیں کرتے، اُس کو  
انعام اور شاباشی دیتے ہیں اور اپنی دوستی کا اعلیٰ مقام دیتے ہیں  
تو اللہ تعالیٰ تو ارحم الرحیم ہیں وہ بھی اپنے ایسے بندوں کو اپنی  
دوستی کا اعلیٰ مقام دیتا ہے اور اُس کے خون آرزو کو رایگاں  
نہیں کرتا اور سارے عالم میں اُس کو چمکا دیتا ہے کیونکہ اُس کا دل  
شامی کباب بن چکا تو سارے عالم میں اُس کی خوبیوں کو اڑا دیتا ہے۔  
اب اختر کا شعر دوبارہ سنئے۔

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا  
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا  
یہ گل پارے اور حاسدین اور منی کے ڈھیلے کسی اللہ والے کے  
دریائے خون کو پاٹ نہیں سکتے۔

## لذتِ ترکِ گناہ

دوستو ! یہ زندگی پھر دوبارہ نہیں ملے گی یہ مزہ، یہ مجاہدے کا مزہ، یہ اللہ پر مرنے کا مزہ، یہ خون آرزو کرنے کا مزہ، حق تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش لانے کا مزہ پھر دوبارہ نہیں ملے گا۔ ایک خون آرزو پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دریا میں جوش آ جاتا ہے اور وہ شاباشی دیتے ہیں اور حلاوتِ ایمانی سے اُس کا قلب بھر دیتے ہیں۔ ہر خون آرزو پر اور نظر کی حفاظت پر اللہ حلاوتِ ایمانی دیتا ہے۔ جس شخص نے ایک نظر بچائی اُس کو ایک حلوہ ایمانی ملا اور جس نے سو نظر بچائی اُس کو سو حلوہ ایمانی نہ ملے گا؟ پھر اُس کی ڈکان حلوہ ایمانی کی کتنی بڑی ہو گی، سمجھ لو۔ ہر شخص کے حلوہ ایمانی کی ڈکان الگ الگ ہے۔ ایک آدمی دو چار نگاہ بچالیتا ہے اور ایک آدمی ہے جو ایک نگاہ بھی خراب ہونے نہیں دیتا اور دل سے کہتا ہے کہ آرزوئیں خون ہوں یا حرمتیں پامال ہوں

اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

واللہ قسم کھا کے کہتا ہوں اُن دوستوں سے جو اختر سے محبت اور اعتماد رکھتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ کی منزل کی طرف صحیح راستے پر لے جا رہا ہے کہ ہر خون آرزو پر اللہ تعالیٰ اتنی مخہس، اپنا اتنا قرب دے گا کہ دنیا کی لیلاؤں کو کیا حوروں کو بھی یاد نہ کرو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ حوروں کے خالق ہیں اور حوریں مخلوق۔ وہ جب اپنے قرب

کی لذت دیتا ہے تو پھر سمجھو لو کہ دونوں جہان میں اس کا کوئی مثل  
 نہیں ہے سوائے دیدارِ الٰہی کے جو جہٹ میں نصیب ہوگا۔ جن کو اللہ  
 نے یہ مزہ دیا اُن سے پوچھو۔ شاہ فضلِ حمل صاحب گنج مراد آبادی  
 کا قول ہے جسے میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے  
 سنایا کہ شاہ صاحب فرماتے تھے کہ جہٹ میں جب خوریں میرے  
 پاس آئیں گی تو میں کہوں گا کہ بی بیخو میں تلاوت کر رہا ہوں تم  
 بھی میرے اللہ کا کلام سنو ورنہ اپنا راستہ لو۔ بتائیے کہاں یہ  
 اللہ والے، عاشقانِ ذاتِ حق اور کہاں لوگ دوسرا ذوق دل میں<sup>1</sup>  
 لئے ہوئے ہیں جو بے شک جائز ہیں لیکن اللہ والوں کے عشق کا  
 مقامِ کچھ اور ہے مگر جائز ذوق کیا ہے؟ جہٹ کی نعمتوں، جہٹ کی  
 خوروں کی طرف لاچ کرنا۔ اگر کوئی عاشق صورت خوروں کی لاچ  
 میں نامحرم صورتوں سے، حرام لذتوں سے بچتا ہے تو یہ محمود ہے، مطلوب  
 ہے، باعث اجر و ثواب ہے لیکن عاشقانِ حق کا مقام بہت بلند ہے  
 کہ وہ جہٹ کی لاچ میں نہیں، اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کی ذات کے  
 لیے گناہوں سے بچتے ہیں اور جائز ذوق کی ترجمانی اس شعر میں ہے۔

دنیا سے مر کے جب تم جہٹ کی طرف جانا

اے عاشقانِ صورت خوروں سے لپٹ جانا

یہ میرا ہی شعر ہے۔ میں ہر نظارہ دکھاتا ہوں کہ عاشقانِ صورت کا

یہ منظر ہے اور عاشقانِ ذاتِ حق لیلائے کائنات کے خالق پر فدا

ہوتے ہیں یہاں بھی وہاں بھی۔ یہ سمجھو لو کہ ہر لیلی کا ڈیزائنِ الگ ہے، ہر لیلی کا نمکِ الگ ہے تو اے لیلاوں کے ڈیزائن پر مرنے والو! جو سارے عالم کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ڈیزائن دے رہا ہے اگر وہ ڈیزائنسر (Designer) تمہارے دل میں آجائے گا تو تم ایک لیلی نہیں سارے عالم کی لیلاوں کے ڈیزائن کو پا جاؤ گے کیونکہ ڈیزائنسر میں لیلی کاری کی صنعت کاری موجود ہے۔ کیا کہیں دوستو! میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور لذت اور قُرب کے مقام کو بیان کر سکوں لیکن جو کچھ عرض کرتا ہوں اس کو بھی غنیمت سمجھو اور جو لوگ دنیاوی لیلاوں کے مختلف ڈیزائن کے چکر میں ہیں تو ان کی پریشانی کا بھی عجیباً عالم ہے کیونکہ دل تو ایک ہی ہے، ایک ڈیزائن کو دیکھا اور ہائے ہائے کیا کہ کاش یہ مل جاتی، دوسری ڈیزائن کو دیکھا اور ہائے ہائے کیا۔ ساری زندگی ہائے ہائے کرتے رہو۔ ظالمو! کاش کاش کاش کرتے رہو اور دل پاش پاش ہوتا رہے گا۔ ہائے ہائے چھوڑو اور جس کو دیکھ کر ہائے ہائے کر رہے ہو، جس ڈیزائن کو دیکھ کر تم حیران و سرگردان اور پریشان ہو اُس کا ڈیزائنسر تلاش کرو وہ نہیں دنیا میں مل جائے گا۔ کیسے؟ اللہ والوں کے پاس جاؤ، ان سے اللہ کی محبت سیکھو۔ چند دن محنت کرنی پڑے گی، چند دن خون تمنا کرنا پڑے گا، چند دن ان لیلاوں سے صرف نظر کرنا پڑے گا لیکن پھر گناہوں کے ترک سے

دل میں ایسی حلاوت ایسی مٹھاں ملے گی کہ تمام لیلاؤں کو بھول  
 جاؤ گے جب وہ خالقِ لیلائے کائنات دل میں اپنی تجلیاتِ خاص  
 سے مُنچھلی ہوگا تو عالم غیب برائے نام عالم غیب رہے گا اور اُس  
 مولیٰ کا قرب خاص دل محسوس کرے گا۔ پھر عالم ہی کچھ اور ہوگا۔  
 پھر ان شاء اللہ ہر وقت آپ کا قلب اللہ سے مت رہے گا۔  
 بیوی کا بھی حق ادا کرو گے لیکن اللہ کا حکم سمجھ کر مگر جب اذان  
 ہو جائے گی تو اُس وقت کہو گے کہ میری لیلیٰ اب میں مولیٰ کے  
 حضور میں جا رہا ہوں۔ جان دے سکتا ہوں ایمان نہیں دے سکتا،  
 اب جماعت سے نماز ادا کروں گا۔ تو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو  
 تلاش کر لیا اور مولیٰ کو اپنے قلب میں پالیا، جو سارے عالم کی  
 لیلاؤں کے ڈیڑائنز کو پا گئے، سارے عالم کی مٹھائیوں کی چاشنی  
 اور مٹھاں دینے والے کو پا گئے، بخشندهٗ شیرینی کائنات کو پا گئے  
 تو پھر سمجھ لو وہ یہی کہتے ہیں جو مولانا روی فرماتے ہیں۔

اے دل! ایں شکرِ خوشنی یا آنکہ شکر سازو

اے دل! یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا پیدا کرنے والا  
 زیادہ میٹھا ہے۔ ارے شکر کیا جانے میرے مولیٰ کی مٹھاں کو۔

از لپ یارم شکر راچہ خبر

اس شکر کو میرے اللہ کے نام کی مٹھاں کی خبر ہی نہیں ہے  
 کیونکہ شکر محدود ہے، یہ غیر محدود لذت کی حامل نہیں ہو سکتی۔

بس عاشقوں کے قلب ہی میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ  
اللہ تعالیٰ کی غیر محدود بمحاس کو اپنے قلبِ محدود میں پاجاتے ہیں۔  
یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو کرامت ملی ہے، اللہ نے ان کے دل کا  
میٹریل (Material) ایسا بنایا ہے۔ اس بمحاس کو پا کر ہی وہ کہتے ہیں۔

اے دل ایں شکر خوشنتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل ایں قمر خوشنتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا جس نے اس شکر کو پیدا

کیا ہے وہ زیادہ میٹھا ہے اور اے دل یہ چاند زیادہ حسین ہے  
یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے۔ اس لئے جو خالقِ عالم و قمر  
کو پا گئے ان کو سورج اور چاند کی روشنی لوڈ شیڈنگ معلوم ہوتا ہے

جب تک اللہ کا نام نہ لے لیں یہ عالم و قرآن کو پھیکے معلوم

ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ دنیا کے سورجوں اور دنیا کے چاندوں

پر فدا نہیں ہوتے۔ اگر مجنوں کو کوئی عالم الدین تبریزی مل جاتا تو

اُس کے عشقِ لیلی کو اپنی روحانی طاقت سے عشقِ مولیٰ میں تبدیل

کر دیتا اور وہ پاگل نہ ہوتا بلکہ اللہ والے پاگلوں کو آب و گل سے

نکال کر، فانی دلدوں سے نکال کر، عشقِ فانی کے ہنگاموں اور

زلزلوں سے نکال کر اللہ کی غیر فانی محبت کے زمزموں سے ایسا

مست کر دیتے ہیں کہ سارا عالم مع اپنی لذتوں کے ان کی

نگاہوں سے گر جاتا ہے۔

## خُسنِ مجاز کی فنا سیت اور داستانِ عبرت

اور اگر کسی اللہ والے کی صحبت نہ ملے تو مٹی کے ان کھلونوں  
ہی میں یہ دنیا والے مست رہتے ہیں۔ اپنی آنکھوں سے خُسن کو مٹی  
ہوتے دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی یقین نہیں آتا کہ یہ مٹی کے کھلونے ہیں۔  
آہ! مٹی کے کھلونوں کی خاطر اپنی آخرت کو، ہمیشہ کی زندگی کو  
جہاں کبھی موت بھی نہ آئے گی تباہ کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔  
کیا کہیں اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے عبرت انگیز بنایا ہے۔  
سولہ سال کی لڑکی کو دیکھو تو عقل بزر معلوم ہوتی ہے، کہتے ہیں  
کہ یہ تو عقل اڑا رہی ہے۔ پی آئی اے کی ایز ہوش جب  
میک اپ کر لیتی ہے تو نفس میں پک اپ (Pick up) ہوتا  
ہے لیکن ان ہی کو بڑھاپے میں دیکھو، جب ریڑاڑ ہو جائیں تو  
جاکر ان کی خیریت پوچھو۔ سولہ برس کی گڑیا جب سانحہ برس کی  
بڑھیا بن کر لٹھیا لئے ہوئے آئے گی تو اُس کو دیکھ کر کیا نفس میں  
پک اپ ہوگا، کیا اُس وقت اُس سے اظہارِ محبت کرو گے اور اُس  
پر دل و جان فدا کرنے کو جی چاہے گا؟ یا اُس کو دیکھ کر بھاگو گے۔  
ای طرح سولہ سال کے جس حسین پر مرتے ہیں وہی سولہ سال  
کا گذرا جب سانحہ برس کا بڑھا بن جائے گا تو پھر اُس کو  
دیکھ کر کیوں بھاگتے ہو اور کیوں کہتے ہو کہ تمھیں دیکھ کر تکلیف  
ہو رہی ہے۔ جس کو دیکھ کر خدا کو بھول جاتے تھے، خدا کا خوف

نہ آتا تھا اُسی کو دیکھ کر اب کیوں پاجامہ باندھ رہے ہو۔ زوالی حسن کے بعد اب عقل نحیک ہو گئی لیکن اب کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اگر عین شبابِ حسن کے وقت بچتے تو اللہ کو پا جاتے۔

آہ! سارا عالم مُردا ہے۔ یہ دنیا مُردوں کا قبرستان ہے۔ جو آج چل رہے ہیں سمجھ لو یہ سب قبروں میں لیٹئے ہوئے ہیں۔ جتنے آدمی زمین کے اوپر ہیں سو برس کے اندر سب زمین کے نیچے قبر میں چلے جائیں گے۔ ہر صدی کے بعد زمین کے اوپر کا سارا طبقہ زمین کے نیچے چلا جاتا ہے۔ ذرا سوچو تو کہ کس پر جان دیتے ہو۔ ارے مُردوں پر کیا جان دینا ہے۔ اُن کے حسن کا نقد مال نہ دیکھو، اُن کا زوال دیکھو تو اُن کے فتنہ سے محفوظ رہو گے۔ اُن کے پچھنے کو اُن کے بچپن سے پہلے سوچو تو دل نہیں دو گے۔

اگر نقد زرائن دیکھو گے، اور اُن کے ڈیزائن پر مرد گے تو اللہ کے خزانے سے محروم رہو گے۔ اُن کا انجام دیکھو کہ ہر لڑکی نانی اتنا ہونے والی ہے اور ہر لڑکا نانا اتنا ہونے والا ہے۔ اگر کوئی اس کو چیخ کرے کہ فلاں لڑکی ایسی معاشوہ ہے جو ہمیشہ جوان رہے گی اور کبھی نانی اتنا نہیں بنے گی اور فلاں لڑکا ایسا معاشوہ ہے جو ہمیشہ جوان رہے گا اور کبھی نانا اتنا نہیں بنے گا تو میں اُس کا چیخ قبول کرتا ہوں اور میں اُس کا مقابلہ کروں گا اور عقل کی

بین الا قوامی عدیہ میں ثابت کروں گا کہ ہر لڑکی کو نانی اتنا  
بننا ہے اور ہر لڑکے کو نانا ابو بننا ہے چاہے اس کے نواسے نواسی  
ہوں یا نہ ہوں۔ بغیر نواسے نواسی کے بھی لڑکی نانی اتنا معلوم  
ہوگی اور لڑکا نانا اتنا معلوم ہوگا۔ میں ایسے ہی تھوڑی کہتا ہوں،  
تم اس کو تسلیم کرو گے، اس کے خلاف بول نہیں سکتے، اپنے  
دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں لاسکتے، تمہارا دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ  
توہہم اور بخاز ہے اور میں بلا خوف تردید جو دعویٰ کر رہا ہوں وہ  
مُدل ہے، مُسلم ہے، حقیقت ہے کہ اگر کوئی حسین اور حسینہ طے  
کر لیں اور اشام پ پیچہ پ آپس میں معابده اور پیکٹ بھی کر لیں کہ ہم  
اپنی جوانی کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے اور ہر وقت ایک دولڑے  
سے چھٹے رہیں گے، ایک لمحہ کو بھی الگ نہیں ہوں گے تو میں کہتا  
ہوں کہ ایک دورے سے چھٹے چھٹے وہ بڈھے ہو جائیں گے، ان کے  
کالے بال سفید ہو جائیں گے، دانت اکھڑ کر گر پڑیں گے،  
گال پچک جائیں گے۔ یہ کوئی فرضی قصے نہیں ہیں، یقینیات ہیں۔  
یہ یقینی ہے کہ ان کے دانت اکھڑ کر باہر آنے والے ہیں، کالے بال  
سفید ہونے والے ہیں، کر جھکنے والی ہے، آنکھوں سے کچھر بہنے  
والا ہے اور ایسا بڑھاپا آنے والا ہے کہ دیکھ کر نفرت ہونے  
لگے گی۔ پھر کون ہے جو کسی بڈھے کو معشوق بنائے اور کون ہے  
جو کسی بڈھی معشوق سے آنکھ لڑائے۔

چند روزہ بھار ہے اور چند دن کا نجایدہ ہے۔ چند دن نجایدہ کرو اور ہمیشہ کو چین پاجاؤ۔ دیکھئے انسان کی زندگی کا زمانہ تین حصوں پر تقسیم ہے، بچپن جوانی اور بڑھاپا۔ بچپن ناقابلِ إلتقات ہے اور بڑھاپا ناقابلِ إلتقات ہے۔ دو ناقابلِ إلتقات کے بیچ میں جوانی کا زمانہ ہے اور یہی امتحان ہے۔ صرف جوانی میں نجایدہ کرو، دل اور آنکھوں کو بچالو اور وہ بھی حرام سے۔ حلال کو ہم منع نہیں کرتے۔ اگر پیسہ ہے شادی کرو اور حلال مزہ لے لو لیکن اگر کوئی غریب ہے، شادی نہیں ہو رہی ہے یا کسی کی قسم ہی میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میرا بندہ رومانگ مزاج ہے، حسن پر حرص ہے، اگر اس کی شادی کر دوں گا تو رات دن ایک کر دے گا، اعتدال میں نہیں رہے گا اور اپنی صحت خراب کر لے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر ایسوں کے لئے انظام ہوتا ہے کہ ان کی شادیاں نہیں ہوتیں۔ تو ایسے لوگ صبر کریں اور میرے اس شعر پر عمل کریں۔

جب نہیں دی مجھے حلال کی نے

کیوں پیوں چھپ کے میں حلال کی نے

اللہ کو راضی کرنے کی مشق کرنا اللہ کو حاصل کرنے کے مشرادف ہے۔ اگر خونِ شتنا نہیں کرنا ہے تو اس راہ میں قدم نہ رکھو۔ یہ راستہ نیجروں کا نہیں ہے، شیر مردوں کا ہے، مردانہ ہمت سے کام لو۔ خدا نے نیجروا نہیں بنایا، اپنے اختیار سے نیجروا اور

بزدل بئے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہمت عطا فرمائی ہے، پھر تقویٰ فرض کیا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم بہانہ کر دیں کہ صاحب کیا کریں ہمارے اندر تو ہمت ہی نہیں ہے کہ ہم نظر پھائیں، حسینوں سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں کہ ہمت نہ دیں اور تقویٰ فرض کر دیں۔ سب کو ہمت دی ہے لیکن ہم اپنی ہمت کو استعمال کرنے کی ہمت نہیں کرتے جیسے اپنے بچے کی محبت میں بھیں دودھ چڑھا لیتی ہے، پھر لاکھ اُس کے تھن پر ہاتھ مارو مجال ہے جو دودھ اُتارے، ہاں اگر مالک کی محبت بچے سے زیادہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر ہم کو اپنے پیدا کرنے والے مالک کی محبت نفس کی خواہشات سے زیادہ ہو جائے تو تقویٰ بالکل آسان<sup>۱</sup> ہے۔ جو نفس کو حرام لذتوں کی غذا دیتا ہے، نفس کا خون نہیں پیتا وہ بخدا بھی باخدا نہیں ہو سکتا لہذا اپنی جانوں پر رحم کرو، یہ جوے پن سے توبہ کرو اور اس میں کوئی نیک نامی بھی نہیں ہے۔ پوچھ لو اُن سے جنہوں نے خواہشات نفس سے سودا کر رکھا ہے کہ جن کو لچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو اُن کی نگاہوں میں عزت والے ہو یا کُٹے اور شور سے زیادہ بدتر معلوم ہوتے ہو؟ اپنی ذلت و خواری گوازا کرتے ہو اور اللہ سے بھی محروم رہتے ہو۔ آہ! اللہ سے محرومی دونوں جہان سے محرومی ہے کیونکہ اللہ دونوں جہان کا مالک ہے۔ جو دونوں جہان کے مالک کو راضی رکھتا ہے اُس کو دونوں جہان

ملتا ہے اور جو نفس کی چالوں میں آتا ہے وہ دونوں جہان سے محروم رہتا ہے اور اللہ والا بھی نہیں ہو سکتا اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصدقہ ہو کر دونوں جہان میں خاسب و خاسر و نامراد رہتا ہے۔ صرف کہیں اور محروم لوگ ہی کہتے ہیں کہ ہمارے اندر ہمت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابھی کوئی پستول دکھا دے تو مجال ہو گی گناہ کرنے کی؟ کیا اس وقت کہو گے کہ جان رہے یا جائے مجھ کو اس کی پرواہ نہیں یا بگ بٹ بھاگو گے جیسے باگ ٹوٹ جائے تو گھوڑا بھاگتا ہے ایسے ہی یہ شخص بھاگے گا۔ بات یہ ہے کہ جان پیاری ہے۔ اگر ایمان پیارا ہوتا تو گناہ سے ایسے ہی بھاگتا۔ جو جان لڑا دے گا وہ جان چھڑا لے گا اور اللہ کو پالے گا۔ اگر اللہ کا مانا محال ہوتا تو تقوی فرض ہی نہ ہوتا۔ ناممکن کام اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیون دیتے۔ ہم تقوی کو مشکل کر لیتے ہیں دیکھ دیکھ کر لپا لپا کر۔ اگر نظر کی حفاظت کر لیں تو کوئی پرچہ مشکل نہیں۔ اس زمانے میں کوشش کرو کہ پہلی نظر بھی خراب نہ ہو، احتیاط سے نظر انداز کیونکہ پہلی نظر معاف تو ہے کیونکہ بے اختیار ہے اور اس سے بچنا مشکل ہے لیکن نقصان دہ وہ بھی ہے کیونکہ شیطان کا زہر آسود تیر ہے اور زہر کوئی آن جانے میں بھی کھالے تو اس پر گناہ تو نہ ہوگا لیکن زہر نقصان تو کرے گا۔ اس لئے بے پردگی و عریانی کے اس زمانے

میں اچانک نظر میں بھی احتیاط کرو ورنہ جو بے فکری سے اچانک  
نظر ڈالے گا وہ اچانک میں چینک کی چینک زہر کی پی جائے گا۔  
بس اس زمانے میں اللہ والا بننے کا راستہ قلب و نظر کی حفاظت ہے۔  
اس میں دل کا خون ہوتا ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہم سے خون ارمان  
ہی چاہتے ہیں۔ میرا شعر ہے

لئے تیرا دل نے تیری جاں چاہئے

اُن کو سمجھ سے خون ارمان چاہئے

جس کو اپنے ارمانوں کا خون کرنا آگیا وہ خدا کو پا گیا اور جو خدا  
کو پاجائے گا وہ کیا کچھ نہ پا جائے گا، دونوں جہان کی لذتوں  
سے بڑھ کر مزہ اُس کو نہ آئے گا؟

بس کیا کہوں میرے دل میں جو مضمون ہے وہ ادا  
نہیں ہوا، اس کی ترجمانی نہیں ہو سکتی۔ لغت فیل ہو جاتی ہے، الفاظ  
ہاتھ جوڑ لیتے ہیں کہ اس سے آگے ہماری پرواز نہیں۔ اُس وقت  
اللہ تعالیٰ سے فریاد اور رونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔  
بس روتا ہوں کہ اے اللہ آپ ہی میری آہ کو میرے دل میں  
اور سامعین کے دلوں میں انتار دیجئے۔

تو دوستو یہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ نے عقل دی ہے،  
ذرا سوچو تو کہ جو اللہ دونوں جہان کی لذتوں کو پیدا کرتا ہے  
وہ اگر ہمارے قلب کو حاصل ہو جائے تو کیا ہمارا قلب حامل لذات

دو جہاں نہیں ہوگا؟ جو خود بے مزہ ہو وہ بازہ چیز کو کیسے پیدا کرے گا۔ پس جو دونوں جہاں کی لذتوں کا خالق ہے وہ بھلا خود بے مزہ ہوگا؟ لہذا دو کام کرو تو مولیٰ مل جائے گا، ڈیزائن پر مرنے کی ضرورت نہیں ہے ڈیزائز مل جائے گا۔

بس دو ہی کام ہیں: (۱) کسی اللہ والے سے محبت کرو، اس کی صحبت اٹھاؤ۔ اہل اللہ کی پیوند کاری کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نازل فرمایا ہے کونوا مع الصادقین کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو۔ یہ پیوند کاری خدائی شکنالوجی ہے کہ تمہارا دلیسی دل جب اللہ والوں کے دل سے پیوند کھائے گا تو پھر تم ویسے ہی ہو جاؤ گے جیسا تمہارا پیغمبر ہے۔ (۲) اور دوسرا کام ہے اللہ اک راستے میں گناہ چھوڑنے کا غم اٹھانا۔

### خون دل کا بے مثال خوب بہا

بس چند دن اپنی آرزوؤں کا خون کرو۔ صاحبو! وہی درد دل پا جاؤ گے جو اس اللہ والے کو حاصل ہے جیسا کہ میرے شیخ نے جو پنپور میں مجھے دکھایا تھا کہ جو تسلی ثابت ہے اگر غلطی سے اس کو گلاب کے پھول میں رکھ دیا تو گلاب کی ذرا سی خوبیوں بھی نہیں آئے گی لہذا اپنے قلب کے تیل کو مجاہدات سے رگڑ رگڑ کر حساس اور لطیف کرو، غم اٹھا لو اور ایک لمحہ مالک کو ناراض نہ کرو۔ ان شاء اللہ اس کا بے مثال

صلہ ملے گا، بے مثل خون بھا ملے گا۔ جو اللہ، شریعت میں قانون خون بھا کا بنا سکتا ہے کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دے تو اُس کا خون بھا اُس پر فرض کرتا ہے تو وہ ارحم الرحمین اللہ اپنے راستے میں اپنے عاشقوں کو خون آرزو پر خون بھانہ دے گا؟ وہ خون آرزو پر بے مثل خون بھا، بے مثل صدہ اور بے مثل بدله دیتا ہے جس کو سورہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ جو نظر بچاتا ہے اللہ اُس کو حلاوتِ ایمانی دیتا ہے، آنکھ کی بیٹھاس لے کر دل کی بیٹھاس دیتا ہے اور کیا کیا دیتا ہے، اُن کے راستے میں اپنی آرزو کا خون کر کے تو دیکھو۔ دنیا والے تو ایک خون بھا دے سکتے ہیں یا مال دیں یعنی دیت جو شریعت کا حکم ہے یا پھر اُس کا قصاص ہے کہ قتل کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ جو خون بھا دیتا ہے وہ بے شمار و بے حساب اور غیر محدود ہوتا ہے اور اُس کا کوئی مثل بھی دنیا میں نہیں پاؤ گے۔ اس لئے ہر ولی اللہ اپنے قلب میں ایک لذت بھی بے مثل رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بے مثل ہے تو اُن کے نام کی لذت بھی بے مثل ہے، غیر محدود ہے، غیر قافی ہے۔ دنیا کے سلاطین محدود تخت و تاج رکھتے ہیں، اللہ والے غیر محدود تخت و تاج رکھتے ہیں، دنیا کے عاشقین پاپڑ بریانی شامی کباب محدود کھاتے ہیں لیکن اللہ والے جب ایک دفعہ اللہ کہتے ہیں تو سارے عالم کے انگوروں کا رس، سارے عالم کے شامی کباب اور بریانی کا مزہ اُن کے دل میں پہنچ جاتا ہے کیونکہ وہ خالق انگور ہے، خالق سیب ہے،

خالقِ کتاب و بریانی ہے، خالقِ لذاتِ دو جہاں ہے۔ کیا کہیں دو شو  
چ کہتا ہوں کہ اب کائنات کی لفظ پیچھے بہت رہی ہے کہ اب اس  
سے زیادہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو نہیں بیان کر سکتے لیکن ہم کہتے ہیں  
کہ کوئی شخص شامی کتاب کی تعریف بیان نہ کر سکے لیکن شامی کتاب  
کھالے تو مزہ پائے گا یا نہیں؟ آپ یہ نہ دیکھیں کہ اختر نے اللہ تعالیٰ  
کی محبت اور عظمتوں کو صحیح لفظ سے تعبیر کیا ہے یا نہیں لیکن مان لو کہ  
ایک دیہاتی ہے، بے چارہ اردو بھی نہیں جانتا لیکن شامی کتاب آپ  
اس کے منہ میں ڈال دیں تو خود ہی اُس کی سمجھ میں آجائے گا کہ  
میرے منہ میں کتاب کی جو لذت ہے اُس کی تعبیر کے لیے اب کسی  
لفظ کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کے لیے بس دو کام کرو۔ ایک تو  
اللہ تعالیٰ کے کسی خاص بندے سے دوستی کرو اور جگری دوستی کرو اور  
کچھ دن اُس کے ساتھ رہ لو، سفر میں خضر میں دیکھو کہ وہ خوشی میں  
کیسا رہتا ہے، غصے میں کیسا رہتا ہے، لیلائے کائنات اور بخانیں عالم  
کے ساتھ اُس کا کیا رویہ ہے، بادشاہوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے  
اور غریبوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے۔ اُس کی زندگی کے ہر موڑ پر  
ان شاء اللہ آپ پہچان جائیں گے کہ اُس کے دل میں کوئی عظیم الشان  
مال ہے جس کی وجہ سے یہ تمام دنیا کے مال کی طرف دیکھتا بھی نہیں،  
حسیناں کائنات کی طرف نظر بھی نہیں اٹھاتا اور دوسرا کام میں نے  
 بتا دیا کہ اللہ کے راستے میں گناہ چھوڑنے کا غم اٹھانے میں پیچھے نہ ہو،

یہ جزے نہ بنو، لو مری نہ رہو، ہمتِ مردانہ اختیار کرو۔ پرتاب گڑھ  
میں ایک گویا آیا مقدمے کے لئے میرے ایک وکیل دوست کے پاس۔  
آنہوں نے کہا کہ کچھ اشعار سنادے تو میں تیرا مقدمہ لڑوں گا۔  
اس نے کہا شنئے صاحب۔

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہئے  
اب میرے کان کھڑے ہو گئے کیونکہ عشق کی بات جہاں بھی ہوتی  
ہے میں فوراً کان لگا دیتا ہوں، سبق لیتا ہوں بچپن ہی سے۔

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہئے  
پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہئے  
فرہاد بولا کوہ سے نکرانا چاہئے  
جنون نے کہا ہمتِ مردانہ چاہئے

میں وہی آپ سے اپیل کرتا ہوں اپنے نفس سے بھی اور آپ کے  
نفسوں سے بھی اسی کی گذارش کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہمیں ہمتِ مردانہ  
نہ دیتا تو احکامِ مردانہ بھی نہ دیتا۔ ہم کو ہمت اور طاقت دے کر حکم  
دیا کہ نظر بچاؤ اس کے بعد ہم آپ کیوں ہمت نہیں کرتے، کیوں  
ہمت چور بنتے ہو، بھیں کی طرح دودھ چور جو اپنے بچے کے لیے  
دودھ چڑھائی ہے۔ یہی حال نفس کا ہے جو حرام لذتوں کے لیے  
ہمت چوری کرتا ہے، پوری ہمت استعمال نہیں کرتا۔ بس جس دن  
ارادہ کرلو گے کہ اے ظالم نفس تیری لذتوں سے مجھے میرا اللہ

زیادہ پیارا ہے، ساری زندگی اے نفس تیری ڈیماٹ کو مثل ساندھ  
کے میں نے آزمایا ہے لیکن مجھے عرق بید مشک اور افتیون ولائی  
صرح بستہ پینا پڑا اور میرے قلب میں پریشانیوں کے ہنگامے شروع  
ہو گئے، تیری بات مان کر کبھی چین نہ پایا لیکن اللہ کی بات جب مانی  
تو اللہ نے میرے قلب کو چین دیا لہذا اُس مولائے کریم کی بات مانو  
اور نفس دشمن کی بات مت مانو اور آج سے ارادہ کرلو کہ چاہے  
جان رہے یا نہ رہے اے نفس تجھے لگام دینا ہے، تجھے لگام دینا ہے  
اور مجھے اللہ کو حاصل کرنا ہے۔ ارادہ کرلو، اللہ نے ہمت دی ہے،  
آج ہی ارادہ کرلو کہ آج کی تاریخ سے ہم اپنے مولیٰ کو ناراض  
کر کے حرام لذت نہیں لیں گے۔

بس یہی دو کام اللہ نے بتائے ہیں اللہ والا بننے کے لیے۔

جس کی آیت میں نے تلاوت کی کونوا مع الصادقین۔ اور دوسرا  
کام ہے مجاہدہ جو آیت والذین جاہدوا فینا الخ ہے شیخ کی  
صحبت گلاب اور چنیلی ہے اور ہم لوگ کیا ہیں؟ تل ہیں اور تل  
کا مجاہدہ کیا ہے؟ تل کی رگڑائی پھر گلاب کے پھول میں بتائی  
پھر کوہبو میں پتاںی۔ ان شاء اللہ پھر جو تل نکلے گا وہ تل کا نہیں ہوگا  
روغن ٹھل ہوگا، روغن چنیلی ہوگا۔ مجاہدہ اٹھانے کے بعد اہل اللہ  
کی صحبت کے پھولوں کی برکت سے نفس کا بھی تیل نکل جاتا ہے۔  
ایک صاحب بسمی کے آئے تھے وہ تیل کا کام کرتے ہیں، میں نے

کہا کہ آپ کس کس چیز کا تیل نکالتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول کا تیل نکاتا ہوں باپنچی کا جیل نکاتا ہوں گل بخشہ کا بھی تیل نکاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ کبھی نفس کا تیل بھی نکالا کرنے نہیں؟ انہوں نے کہا کہ نفس کے جیل سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ میں نے کہا نفس کا تیل اگر نکال دو تو تم بھی ولی اللہ ہو جاؤ گے اور جس کو لگاؤ گے وہ بھی ولی اللہ ہو جائے گا۔ اس کی غلط ڈیماڈ کو پیس ڈالو، حرام خواہش کو پورا نہ کرو بس سمجھو لونفس کا تیل نکل گیا۔ آہ! یہی نفس کا تیل تو ولی اللہ بناتا ہے۔

ستر سال کی زندگی کا نجہڑ میں نے آج آپ کو پیش کر دیا کہ بس شیخ کے ساتھ رہو اور تہیہ کرلو کہ ہم مر جائیں گے مگر اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کریں گے۔ اگر نفس کہتا ہے کہ تم اگر بدنظری کا لعنتی کام نہیں کرو گے تو مر جاؤ گے تو تم نفس کو یہی جواب دو کہ ہم لعنتی کام کر کے جینا نہیں چاہتے، لعنتی کام نہ کرنے سے اگر موت آتی ہے تو ہم ایسی موت کو عزیز رکھتے ہیں۔ بتاؤ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نہیں ہے کہ نفس تمہارا دشمن ہے۔ کیوں بھی امتی ہو کر ہم لوگوں کو آپ کے ارشاد پر ایمان لانا فرض ہے یا نہیں؟ بس دشمن کی بات مت مانو۔ اللہ کی بات مانو، نبی کی بات مانو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے جو تمہارے پہلو میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ النُّفُسَ لَأَمَارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبُّنِي ﴾

یقیناً نفس کثیر الامر بالسوء ہے، بہت زیادہ برائی کا تقاضا کرنے والا ہے۔

تو نفس آنارہ کا بھروسہ مت کرو، رحمت کے کام کرو عذاب کے کام مت کرو۔ رحمت کے کام کرو گے تو إلا مارِ حَمَ رَبِّنِی رہو گے، نفس تمہارا پچھے نہیں بگاڑ سکے گا۔

آج کی تقریر میں دو ہی مختصر چیزیں ولی اللہ بننے کی ہیں۔

کسی ولی کے ساتھ پیوند کاری کرلو اور کیسے معلوم ہو کہ یہ ولی اللہ ہے تاکہ دھوکہ نہ ہو۔ یہ دیکھ لو کہ کسی ولی اللہ کے ساتھ بھی رہا ہے یا نہیں۔

کیسے معلوم ہو کہ یہ دیسی آم، لنگڑا آم بن چکا ہے بس دیکھو کہ دیسی آم لنگڑے آم کی قلم کھا چکا ہے یا نہیں اور پھر ذرا چکھ بھی لو،

مارکیٹ میں اُس کا ریٹ بھی لے لو خاص کر جو ماہرین فن ہیں اُن سے دیسی آم کی اور لنگڑے آم کی پہچان کرو۔ علماء دین ماہرین فن

ہیں اُن کی نظر سے پوچھو کہ فلاں پیر ہمارے لئے کیا ہے۔

منصف مزاج علماء دین آپ کو بھی دھوکا نہیں دیں گے نہ دھوکہ کھائیں گے۔ جس پیر سے علماء مرید ہو رہے ہوں تو سمجھو لو یہ پیر

سچا ہے کیونکہ علماء دین کے پاس علم دین کی روشنی ہے جو علم کی روشنی میں پورا نہیں اترتا علماء اس سے رجوع نہیں کرتے لہذا

الله تعالیٰ کا شکر ہے کہ دُنیا میں بڑے بڑے علماء اس فقیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ بس یہ ارادہ کرلو کہ مولیٰ کو راضی کرنے پر جان دیجنا ہے۔

بیتاو جان کا زیادہ حق ہے یا اللہ کا؟ اب کس دل سے کہوں بس  
دل میں اللہ آثار دے۔

بس دعا کرو اب آگے دعا ہی کا سہارا ہے کہ اے اللہ ہمارے  
دلوں میں یہ جذبہ ڈال دے کہ ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ آپ کو  
خوش کرنے میں جان کی بازی لگا دیں۔ ایک لمحہ بھی آپ کو ناراض  
کر کے حرام مزہ اپنے اندر نہ آنے دیں اور جب ہم جان کی بازی  
لگائیں تو ہماری جان میں آپ اپنی محبت کا وہ رس گھول دیجئے کہ  
ساری دنیا کی تمام چیزیں آپ کے سامنے ناقیز ہو جائیں، آپ بڑی  
چیز ہیں، آپ سے بڑھ کر کوئی چیز ہی نہیں تو آپ کے قرب کے  
سامنے سارا جہاں ہمارے لئے ناقیز ہو جائے اور ناقیز پر ہم نامہریں  
کہ یہ لاشیں ہیں لاشیں۔ لاش معنی لاشے۔ لاشے پر مریں گے تو  
خود بھی لاش مثبت لاش ڈبل لاش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب  
کو توفیق دے اور اپنی نمحبت کاملہ اور سلامتی و عافیت کاملہ نصیب  
فرمائے اور اپنی رحمت سے ہم سب کو ولی اللہ بنادے اور اللہ تعالیٰ  
ہر قسم کے تمام مصائب دنیوی و آخری سے اور مخلوق کی جانب سے  
ہر قسم کے مصائب سے اللہ تعالیٰ عافیت کاملہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

ربنا نقبل منا انك انت السميع العليم و صلي الله

علی خير خلقه محمد و الہ و صحبه اجمعين

برحمنک يا ارحم الراحمين